تصوف کی دو عظیم کتابوں کے دو اہم خطی نسخے

ڈاکٹر احمد خان ☆

محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی ابن العربی (متوفی ۶۳۸ھ) متصوفین کی صف میں ایک بلند درجے پر فائز ہیں اور تصوف کے میدان میں کوئی اڑھائی سو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی کتاب "فصوص الحکم" کو تصوف اور علم معرفت کے میدان میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

اس بلند مرتبہ کتاب میں ستائیس فص یعنی نگینے ہیں جن میں سے ہر ایک کو کسی نبی سے منسوب کیا گیا ہے۔ ہر ایک فص میں علم معرفت کے الگ الگ موضوع پر قابل قدر معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ علماء کی آراء اس کتاب کے بارے میں مختلف ہیں۔ بعضوں کے نزدیک یہ نہایت مقبول کتاب ہے جبکہ دوسرا طبقہ اس کو خرافات کا مجموعہ خیال کرتا ہے۔

اس کتاب کے شروع میں ابن العربی نے بتایا ہے کہ " محرم ۶۲۷ھ کے آخری عشرے میں میں سویا ہوا تھا کہ آنحضور ﷺ خواب میں آئے، ان کے ہاتھ میں یہ کتاب تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب فصوص الحکم ہے، لیں اور جا کر لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں۔ میں نے عرض کیا سر آنکھوں پر"۔ چنانچہ ابن العربی کے بیان کے مطابق یہ کتاب رسول اکرم ﷺ کی عطا کردہ ہے، اور ابن العربی کے معتقدین اس کتاب کو خدا کا الہام تصور کرتے ہیں۔ جس پر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ یقین نہیں رکھتا۔ تاہم کتاب کی افادیت اور اس میں وارد علوم و معرفت کی جن گہرائیوں سے گفتگو کی گئی ہے، وہ بہت اہم ہیں۔

☆ مرکز حمایۃ المخطوطات العربیہ، ۳۲۳۔ شہزاد ٹاؤن ۔ اسلام آباد

یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور کئی ممالک سے بے شمار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ درج ذیل سطور میں ہم اس کتاب کے ایک بہت ہی نادر، اہم اور مستند نسخے کا تعارف پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

فصوص الحکم کا یہ نسخہ پشاور یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے کی زینت ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے ہمیں پہلے اس نسخے کو جاننے کی ضرورت ہے جس سے یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے۔ وہ عظیم الشان نسخہ ابن العربی کے شاگرد خاص اور قریبی عزیز صدر الدین محمد بن اسحاق بن محمد القونوی کا ذاتی نسخہ تھا، جسے انہوں نے ایک عالم محمد بن محمد الیزدی الدیباجی سے خصوصی درخواست کے ذریعے نقل کروایا، پھر اس نسخے کا اس نسخے سے مقابلہ کیا گیا جو مصنف کے ذاتی نسخے سے تصحیح شدہ تھا اور وہ مصنف کے سامنے کئی بار پڑھا بھی گیا تھا۔ یہ مقابلہ کئی مجالس میں تمام ہوا، جن میں آخری مجلس ۱۶ ذی القعدہ سن ۶۳۳ھ میں ہوئی تھی۔ صاحب نسخہ کے کلمات ملاحظہ ہوں:

" قوبلت هذه النسخة۔ بنسخة مصححة على أصل المصنف، مقرؤة عليه غير مرة - فی مجالس، آخرها يوم الثلثا سادس عشر ذی القعدة سنة ٦٣٣ھ"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نسخہ مصنف کے حین حیات لکھا گیا پھر اس نسخے سے مقابلہ کیا گیا جو مصنف کے ذاتی نسخے سے منقول تھا۔ پھر وہ منقول نسخہ مصنف کے سامنے کئی مرتبہ پڑھا گیا۔ ان جملہ مراحل سے گزرنے والے نسخے کی عظمت اور درستی و صحت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

جس وقت اس نسخے کا اصل سے منقول نسخے کے ساتھ مقابلہ کیا جا رہا تھا عین اس وقت ایک عالم کمال الدین محمد بن عبداللہ الدمشقی بھی شامل سماعت تھے۔ مقابلہ کرتے وقت اس نسخے کی قراءت صدر الدین قونوی خود کیا کرتے تھے۔ اس امر کی اطلاع قونوی کی درج ذیل تحریر سے ملی ہے:

" و سمع هذه، بقرأة محمد بن اسحاق بن محمد خادم المصنف المسمى على السطور، صاحب الامام العالم الفاضل سيّد الحكماء كمال الدين محمد بن عبدالله الدمشقى، أدام الله، و كتب هذه الأحرف محمد بن اسحاق، فى التاريخ المقابل"

یہ تحریر قونوی نے اپنے نسخے کے صفحہ عنوان پر ایک طرف اپنے ہاتھ سے لکھی تھی جبکہ کتاب کا عنوان " فصوص الحکم، انشاء محمد بن العربی " درمیان میں پہلے سے موجود تھا۔

اس نسخے کو جو مزید چار چاند لگے وہ یوں ہوا کہ اس کو قونوی نے ابن العربی کے سامنے سبقاً سبقاً پڑھا اور پھر اس کی روایت کی سند بھی حاصل کی، جو اسی نسخے کے صفحہ عنوان پر مصنف نے اپنے ہاتھوں سے یوں رقم کی:

" قرأ على هذا الكتاب من أوله الى آخره الولدا العارف المحقق المشروح الصدر۔ المنورالذات محمد بن اسحاق بن محمد القونوى، مالك هذا الكتاب، واذنت له فى الحديث عنىّ۔ و كتب منشئه محمد بن العربى، فى غرة جمادى الآخر سنة ۶۳۵ھ"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ صدر الدین قونوی نے نہ صرف یہ کتاب ابن العربی کے سامنے پڑھی اور پھر اس کی روایت کا اہل گردانتے ہوئے ابن العربی یعنی مصنف نے اس کی روایت کی سند عطاء کی، بلکہ قونوی کے اس نسخے پر اپنے ہاتھ سے یہ تحریر بھی لکھ دی۔ بعد ازاں قونوی نے صفحہ عنوان پر جہاں فصوص الحکم انشاء محمد ابن العربی لکھا تھا اس کے نیچے یہ جملہ بھی بڑھا دیا: " رواية صدر الدين محمد بن إسحاق بن محمد القونوى، عنه "۔

خیال رہے کہ یہ واقعہ ابن العربی کی وفات سے صرف تین سال قبل کا ہے۔ لہذا اس نسخے کی تحریر، اصل سے پھر مقابلہ اور مصنف کے سامنے پڑھا جانا، مزید براں مصنف کا

اس نسخے پر خود اپنے ہاتھوں سے روایت درج کرنا اس نسخے کے مستند اور صحیح ترین صورت میں ہونے کی بین دلیل ہے۔

اس کتاب کو قونوی کی زبانی سننے کے بعد کمال الدین محمد بن عبداللہ الدمشقی نے فصوص الحکم کا ایک نسخہ اپنے لئے لکھوایا، جو ظاہر ہے قونوی کے نسخے سے تیار کیا گیا ہوگا، پھر صدر الدین قونوی سے درخواست کی وہ تحریر یعنی جو سند، ابن العربی نے ان کے نسخے پر درج کی ہے، وہ میرے نسخے پر بھی نقل کر دی جائے اور اس سلسلے میں ان سے حلف بھی لیا۔ چنانچہ قونوی نے یہ جملہ تحریرات اس نسخے یعنی دمشقی کے نسخے پر بھی نقل کر دیں۔ اس خبر کے بارے میں بعد میں قونوی نے خود اپنے نسخے کے صفحہ عنوان کی پشت پر یادداشت لکھ کر یوں اطلاع دی ہے:

> "الحمدلله رب العالمين، المرحوم كمال الدين صاحب هذه النسخة استدعى منيّ كتابة ما كان مكتوبة على ظهر نسختي بخط شيخنا رضى الله عنه، و حلفني وأقسم على فأجبته إلى ذلك وكتبت ما كتبت، فهذا موجب كتابة هذه الأسطر، ليس غير ذلك"

صدر الدین قونوی (ت ۱۶۷۲) اس عظیم القدر نسخے کے مالک ایک عظیم صوفی تھے۔ ابن العربی نے ان کی ماں سے شادی کی تھی اور انہیں اپنی خاص نگرانی میں پالا تھا، شافعی المذہب تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے علاوہ بے شمار مریدین کے مرشد تھے۔ (۲)

مندرجہ بالا وہ منفرد بالذات، مستند اور صحیح ترین نسخہ تھا جو اس عظیم ہستی کے پاس محفوظ رہا اور پھر کئی علماء کے ہاتھوں سے گذر کر اور کئی حضرات کے زیر مطالعہ رہ کر پتہ نہیں کس عہد میں محمد أمین الدین بن أحمد بن موسیٰ النبتیتی کے ہاتھ لگا جس نے اس نسخے سے زیر نظر فصوص الحکم کا نسخہ تیار کیا۔ اور پھر اس کا پوری تندہی اور دقتِ نظر کے ساتھ اصل سے مقابلہ کیا۔

یہ نسخہ ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے جس کی تقطیع ۲۴×۱۴ سم ہے اور صفحے پر ۱۷ سطریں ہیں۔ خوبصورت نسخ میں ایک عمدہ کاتب کی تحریر دکھائی دیتی ہے۔ اعلیٰ درجے کا خوشخط، مجدول، ہفت خطی یعنی سنہری لاجوردی اور کالی روشنائی سے تیار کیا گیا ہے۔ سطح مطلا، عنوانات کی سطح خوبصورت منبت کاری سے مزین ہے۔ عنوانات شنگرف سے بنائے گئے ہیں۔ سرورق پر سنہری، لاجوردی اور شنگرفی روشنائی سے خوبصورت منبت کاری سے مزین سرلوحہ تیار کی گئی ہے۔ الغرض نسخہ بے حد خوبصورت ہونے کے علاوہ صحیح ترین صورت میں تحریر کیا گیا ہے۔ ہر قسم کی أغلاط سے مبراء کرنے کے لئے الفاظ و کلمات پر مکمل اعراب لگائے گئے ہیں۔

یہ نسخہ پشاور کے محلہ بھانہ ماڑی کے سیّد فضل ہمدانی بوری نے جو مدرسہ دارالعلوم رفیع الاسلام کے جیّد عالم تھے، کہیں سے حاصل کیا اور ان کی وفات کے بعد یہ نسخہ ان کی دیگر کتب و مخطوطات کے ہمراہ پشاور یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں منتقل ہوا، جہاں یہ ۳۲۵ نمبر کے تحت موجود ہے۔

اس صحیح ترین نسخے کی مدد سے فصوص الحکم کا بہترین ایڈیشن تیار کیا جا سکتا ہے۔

۔۲۔

تصوف کے میدان میں دوسری اہم بلکہ اس فن کا ستون کتاب " عوارف المعارف " ہے، جو أبو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ التیمی السہروردی (متوفی ۶۳۲ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بھی اگرچہ بارہا زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے، مگر زیر نظر اس کا خطی نسخہ اپنی اہمیت اور قدر وقیمت میں کچھ کم نہیں ہے بلکہ آپ محسوس کریں گے کہ یہ نسخہ عوارف المعارف کے محققین کی نظر سے غالباً نہیں گذرا، بلکہ شاید انہیں معلوم ہی نہ ہو۔

اس نسخے کی اہمیت بتانے سے قبل مناسب ہوگا کہ اس کتاب کے مصنف، جو آسمان تصوف کا ایک درخشندہ ستارہ ہیں، ان کا مختصر سا تعارف پیش کیا جائے جس سے کتاب کی اہمیت پر مزید روشنی پڑے گی۔

شہاب الدین ابو حفص عمر السہروردی ایران کے ایک گاؤں سہرورد میں سن ۵۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے اپنے چچا شیخ ابو نجیب سہروردی (متوفی ۵۶۳ھ) سے اکتساب علم کیا۔ ان کے مریدوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) جیسے جید فضلائے وقت بھی تھے۔ آپ مذہبا شافعی تھے۔ کبار صوفیاء میں شمار رہا ہے۔ ان کی وفات ۶۳۲ھ میں بغداد میں ہوئی۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ نہایت متقی اور متبع سنت بزرگ تھے۔ بغداد میں شیخ الشیوخ معروف ہوئے ۔ ان کی صحبت اور کلام میں غیر معمولی تاثیر تھی ۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ، جن میں عوارف المعارف سر فہرست ہے۔[۳]

یہ کتاب، جو سن ۵۶۰ھ میں لکھی گئی، تصوف کی مستند، جامع اور لازوال معلومات کا خزینہ ہے۔ اس کتاب کی بدولت سہروردی کو شہرت دوام نصیب ہوئی۔ اس میں صاحب کتاب علم باطنی کے کمالات کی بلندیوں کو پہنچے ہوئے ہیں۔ عوارف المعارف جناب سہروردی نے قیام مکہ مکرمہ کے عرصہ میں لکھی، اور یہ بھی بتایا کہ اس عرصہ میں جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی یا دشواری محسوس ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور خانہ کعبہ میں طواف کے دوران اس امر کے حل کے لئے توفیق الٰہی کے طلب گار ہوتے۔[۴] یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض لوگ اس کتاب کو شیخ ابو النجیب عبدالقادر بن عبداللہ السہروردی (متوفی ۵۶۳ھ) کی تصنیف گردانتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی صرف اس کتاب کے راوی ہیں۔[۵]

یہ کتاب صدیوں سے علمی حلقوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اصحاب دین اسے اپنے قلوب میں ایک خاص مقام دیتے ہیں۔ لوگ اسے سبقاً سبقاً پڑھتے ہیں۔ اس میں صوفیانہ معلومات اور مصطلحات کا بیش قیمت مجموعہ ہے۔ جملہ کتاب ۶۳ ابواب پر مشتمل ہے، جن میں تمام مسائل تصوف سے بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب کا ایک خطی نسخہ، جو اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانے میں نمبر ۹۵۷ پر موجود ہے، اپنی ندرت اور قدامت کے اعتبار سے ایک قابل قدر نسخہ ہے۔ یہ ۲۶×۱۶سم

سائز میں پندرہ سطری نسخہ ۵۵۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ اسے ایک خاص پختہ قسم کے خط میں سیاہ روشنائی سے تحریر کیا گیا ہے۔ ابواب سونے کے پانی سے ایک سرلوحہ کی صورت میں الگ الگ تحریر کئے گئے ہیں۔ شنگرفی کام کے علاوہ لاجوردی منبت کاری کی گئی ہے۔ کتاب کے شروع کے دو صفحات مجدول ہیں جو سنہری اور لاجوردی ہے۔ ان کے علاوہ باقی اوراق کی جدول سنہری ہے۔ غرضیکہ یہ نسخہ بہت ہی خوبصورت، ہر لحاظ سے مکمل اور بے حد دلجمعی کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

اس نسخے کی ندرت اور قدر و قیمت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ اس پر شیخ السہروردی کی طرف سے دی گئی اس کتاب کی ایک تحریری روایت موجود ہے، جو یوں ہے:

"بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد و آله الطيبين لقد استبشرت بما منح الله تعالى للشيخ الأجل العالم العارف بهاء الحق والدين، زين الاسلام والمسلمين جمال الفرقة زكريا بن محمد زاده الله تعالى من فضله، و بلغتى ما انتشر فى الناس فى نواحى قطنه من بركة صحبته، والله تعالى منحه الحظ الكثير بالصحبة الميسرة لما كان عنده من حسن الاستعداد، فنفعه الله بالصحبة و نفع به۔ وقد سألت الله تعالى له مزيد الاجتهاد والحظ من العلم النافع المعين على سلوك طريق الاستقامة، وآذنت له أن يلبس الخرقة، و يتوب لمن أراد۔ وأجزت له أن يروى عنى جميع مسموعاتى و مجازاتى، ومن ذلك الكتاب المترجم بعوارف المعارف ، وناولته ليروى عنى الشيخ بهاء الحق والدين هذاالكتاب بعد أن يطالعه، و يسأل الله تعالى حسن الفهم والوقوف۔ والله الموفق والمعين للصواب۔ و صلى الله على خير خلقه محمد و آله أجمعين۔ و ذلك فى ليلة الحادى

والعشرین من ذی الحجة سنة سبع و عشرین و ستمائة بمکه
حرسه [کذا] الله تعالی فی الحرم الشریف ، زاده الله شرفا
و عزا، باذنی کتب۔

وکتب عمر بن محمد بن عبدالله سہروردی"

شہاب الدین عمر السہروردی نے یہ سند روایت اپنے ایک خاص مرید زکریا بن محمد کو مع خرقۂ تصوف سن ٦٢٧ھ میں عطا کی۔ انھیں اپنی جملہ کتب اور مسموعات کی روایت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ شیخ بہاء الحق زکریا بن محمد کی وفات ۴ صفر سن ٦٦٦ھ ہے۔(٦) یعنی شیخ سہروردی سے حصول روایت کے بعد لگ بھگ چالیس سال تک شیخ بہاء الحق اپنے شیخ کی کتابیں پڑھاتے اور یہ علم پھیلاتے رہے۔

زیر نظر نسخے میں مذکورہ بالا سند روایت ظاہر ہے، شیخ سہروردی کے ہاتھ سے نہیں اور نہ اس عہد کی تحریر ہے، اس لئے کہ یہ نسخہ بہت بعد کا نقل کردہ ہے۔ یہ امر ممکن ہے کہ جس نسخے سے یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے، اس نسخے پر یہ سند موجود ہو مگر ہمارے نسخے کے ناسخ سعد بن حامد بن شہاب الماھیوری نے سن ٩١٧ھ میں نقل کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا ہو یا ان سے رہ گئی ہو اور بعد میں کسی دوسرے ناسخ نے اس نسخے پر یہ سند تحریر کر دی ہو۔ علاوہ بریں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نسخہ کسی خاص نسخے سے منقول ہو اور پھر شیخ الخرقہ زکریا بن محمد کی یہ سند کسی وقت اس نسخے پر نقل کر دی گئی ہو۔ بہر حال جو بھی صورت رہی ہے، یہ امر واضح ہے کہ زیر نظر نسخے پر یہ سند ایک گونہ اس نسخے کے مستند اور صحیح ہونے کی ایک حد تک تصدیق کرتی ہے۔

علاوہ بریں عوارف المعارف کا ایک بہت اچھا، قدیم اور متقن نسخہ پشاور کے ڈیپارٹمنٹ آف آرکائیو اینڈ لائبریریز میں نمبر ٢۴۴ پر موجود ہے، جو ہر اعتبار سے کامل، عمدہ خط ، مشکول اور پختہ اعراب کے ساتھ محمد بن مظفر بن تمام بن ابی الحسن الشافعی نے تحریر کیا ہے، مگر اس پر سن کتابت درج نہیں کا گیا۔ یوں لکھائی اور کاغذ کی قدامت سے

اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ساتویں صدی ہجری کے لواخر یا آٹھویں صدی ہجری کے ابتداء میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس نسخے کی قدامت کا ثبوت یوں بھی موجود ہے کہ اسے محمد بن عمر بن محمد بن محمد العادلی الشافعی نے تقی الدین الشامی سے سن ۷۷۵ھ میں خریدا تھا۔(۷) ظاہر ہے چند ہاتھوں سے ہوتا ہوا ان تک پہنچا ہوگا۔

پورا نسخہ ۲۹۴ لوراق پر مشتمل ہے۔ ہر ایک صفحہ پر بیس سطریں ہیں لور اس کا سائز ۲۳×۵،۱۵ سم ہے۔ اصل سے مقابلہ شدہ ہونے کے علاوہ تصحیح بھی کر دی گئی ہے۔

مصادر و حواشی

۱۔ محمد لبن العربی کے احوال کے لئے دیکھئے، لاعلام، جلد ۶، ص ۲۸۱۔

۲۔ صدر الدین قونوی کے مختصر حالات کے لئے دیکھیں لاعلام، جلد ۶، ص ۳۰، و معجم المولفین، تالیف کحالہ، جلد ۹، ص ۴۳، یہاں دیگر مصادر کا ذکر بھی موجود ہے۔

۳۔ مختصر حالات کے لئے ملاحظہ ہو، لاعلام، جلد ۵، ص ۶۲

۴۔ نفحات لانس، تالیف مولانا جامی، تہران: انتشارات کتاب فروشی محمودی، ۱۳۳۷ھ، ص ۴۷۲

۵۔ اس بات کے قائل معروف فاضل مولانا عبدالقدوس ہاشمی سابق لائبریرین ادارہ تحقیقات اسلامی تھے، انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانے کی فہرست میں جہاں اس نسخے کا ذکر ہے، اس کتاب کے بارے میں خاص طور پر اپنے قلم سے نوٹ لکھا ہے۔ فہرست کا یہ نسخہ ادارہ مذکور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۶۔ اس امر کی اطلاع عوارف المعارف کی سند کے نیچے درج ہے۔

۷۔ ملاحظہ ہو اس نسخے کے آخری صفحہ کی تصویر۔

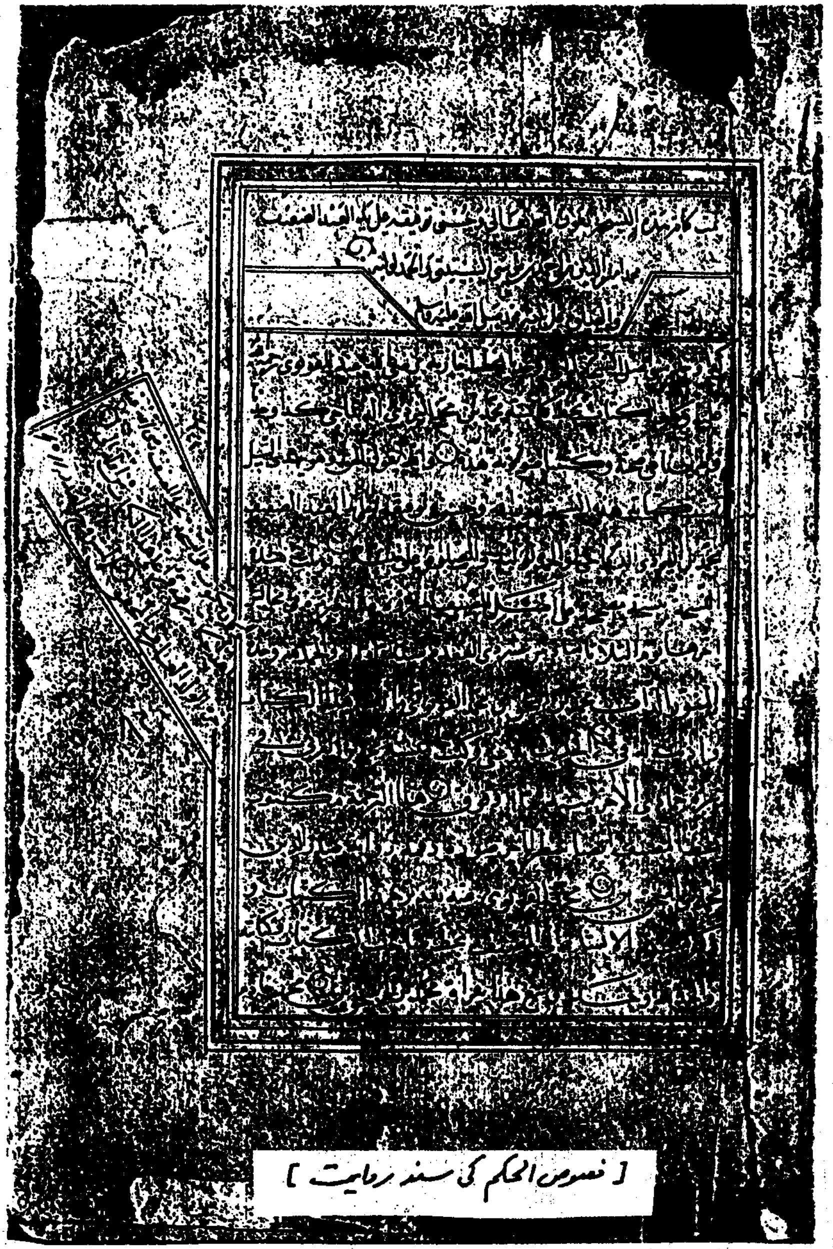

[فصوص الحکم کی سند روایت]

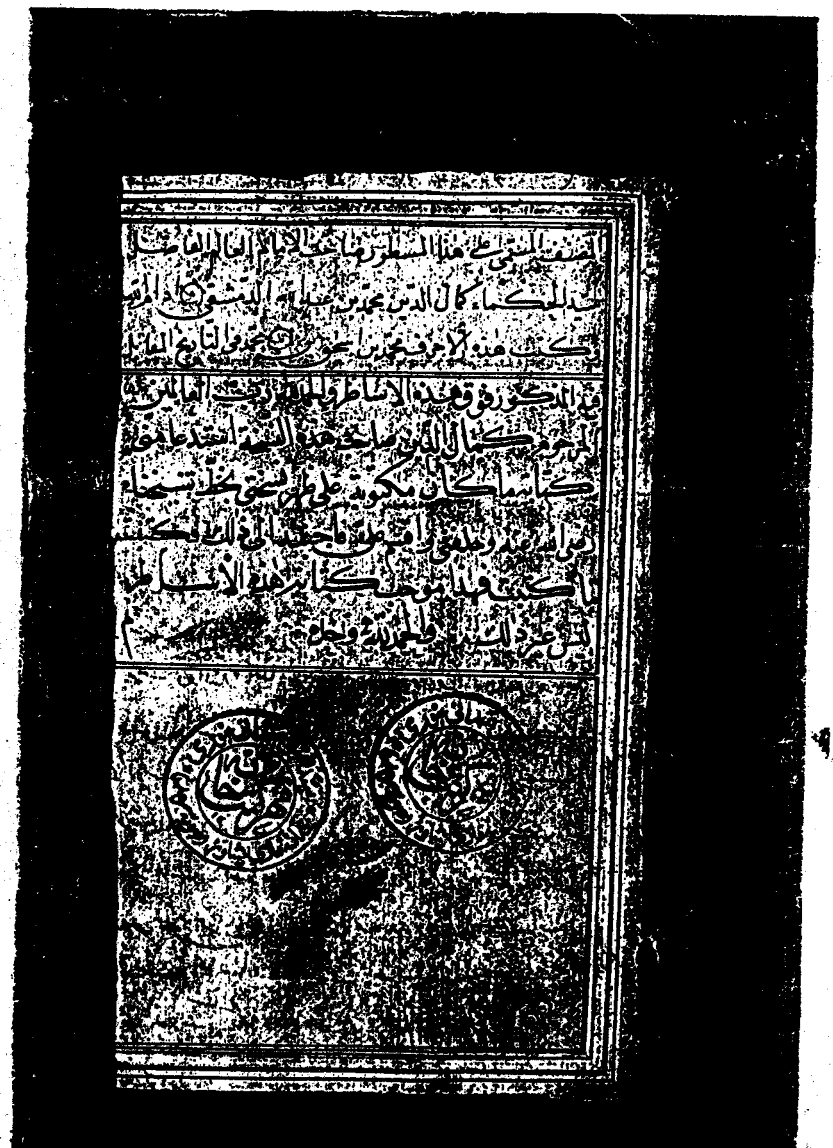
المصنف المتصل على هذا السطر [illegible] الامام العالم الفاضل
سيد الحكماء كمال الدين محمد بن [illegible] الدمشقي ادام [illegible]
وكتب هذه الاحرف محمد بن اسحق [illegible] محمد [illegible] التابع [illegible]
في المذكور فوق هذه الاسطر والحمد لله رب العالمين
المرحوم كمال الدين صاحب هذه النسخة استدعا [illegible]
كما انه كان مكتوبا على ظهر النسخة بخط [illegible]
رضي الله عنه [illegible] فاجبنا الى ذلك [illegible]
[illegible] وهذا [illegible] كاتب هذه الاسطر [illegible]
[illegible] والحمد لله وحده

[فصوص الحکم کی سند روایت]

[عوارف المعارف کی سند روایت]

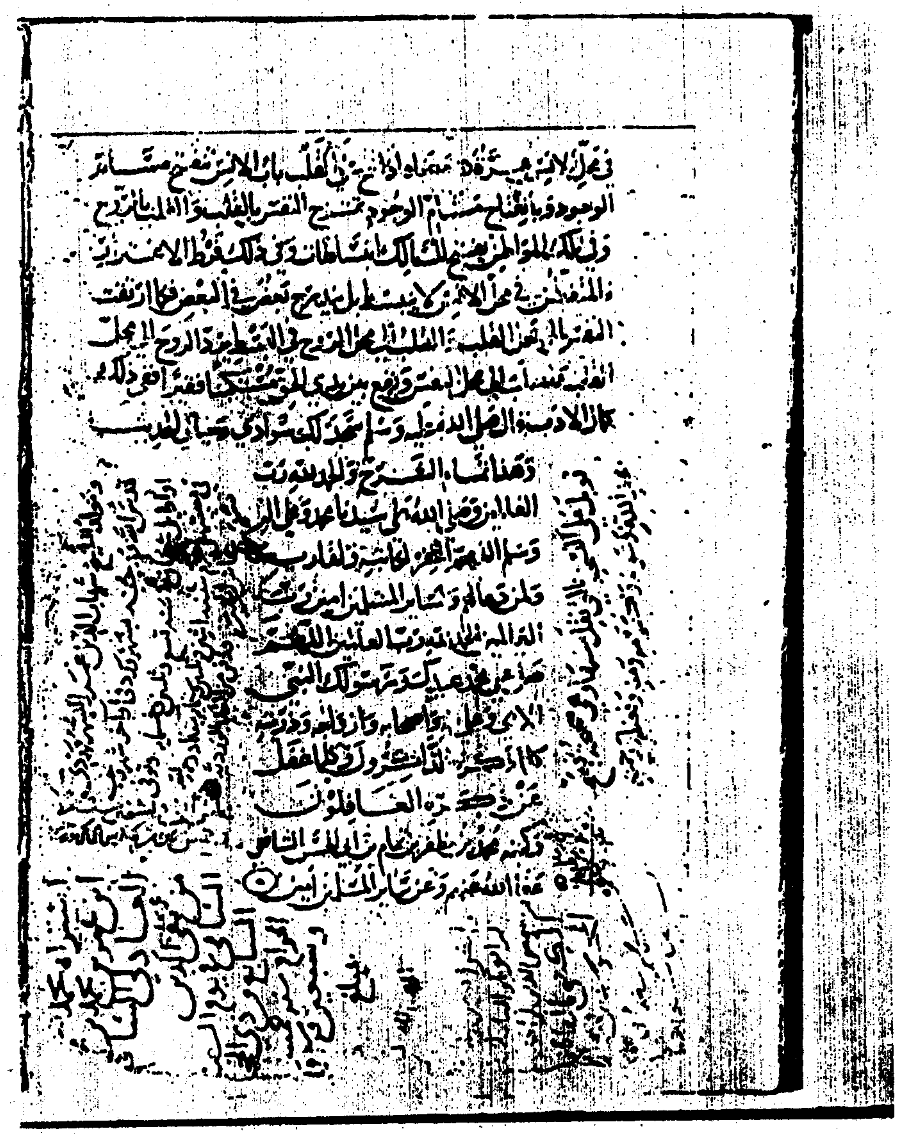

[عوارف المعارف (نسخہ ثانیہ) کا آخری صفحہ]